فاتحہ خلف الامام

آمین بالجہر رفع یدین

اور دیگر اختلافی مسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیق انیق

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تعلیمی نصاب کے عین مطابق

از
سردار احمد حسن سعیدی

﴿وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا﴾

مسلکِ حنفی کے مطابق مسائل فقہیہ اور احادیث مبارکہ کا حسین مرقع

طلباء و علماء اور عوام الناس کیلئے یکساں مفید

فقہ حنفی
اور
حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیفِ لطیف

فاضل جلیل مولانا سردار احمد حسن سعیدی مدظلہ العالی
مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ناشر

ضیاء العلوم پبلی کیشنز

یو 128 بازار تلواڑاں راولپنڈی

فون: 0333-5166587

نام کتاب — فقہ حنفی اور حدیث رسول ﷺ

مؤلف — سردار احمد حسن سعیدی

نظر ثانی — مولانا محمد اسحاق ظفر

کمپیوٹر گرافکس — قاضی محمد یعقوب چشتی

پروف ریڈنگ — حبیب الرحمٰن عباسی، اکرام حسین

تعداد — ایک ہزار

صفحات — 136

اشاعت — چہارم

قیمت — 45روپے

ناشر — سید شہاب الدین شاہ

ضیاء العلوم پبلی کیشنز

یو128 بازار نگواڑاں راولپنڈی

0333-5166587-051-4450404-FAX-051-4580404

Email: ziauloom@isb.paknet.com.pk

☆☆☆

فہرست مضامین

۱۔ حدیث کا بیان

۲۔ تقلید کا بیان

مہذب سے متعلق اپنی رائے یوں بیان کی :

" آپ لوگ قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے تاویلیں کرتے ہو"

مزید براں تقلید شخصی کے متعلق اعلحضرت گولڑوی ؒ سے کہا" آپ اتنے بڑے فاضل ہو کر بھی "تقلید" کرتے ہیں ؟" اعلٰحضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک ہی بات سے نابینا غیر مقلد کو لاجواب کر دیا۔ فرمایا :

"حافظ صاحب آپ ہی ایک آیت کریمہ کا لفظی ترجمہ کر دیجئے بات ختم ہو جائے گی"

ارشاد خداوندی ہے :" ومن کان فی هذه اعمٰی فهو فی الآخرة اعمٰی واضل سبیلا" سورہ الاسراء پ ۱۵ (جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور گمراہ، سیدھی راہ سے بھٹکا ہوگا)

حافظ صاحب مارے شرمندگی کے کچھ نہ کہہ سکے ۔ اگر لفظی ترجمہ کرتے ہیں تو اپنے آپ پر بات چسپاں ہوتی ہے اور اگر اعمیٰ سے "دل کا اندھا" مراد لیتے ہیں تو یہ " تاویل" بنتی ہے۔ غیر مقلد نابینا کے مبہوت ہونے پر حضرت قبلہ پیر صاحب نے فرمایا : حافظ صاحب ! آپ خود اندازہ لگالیں کہ میں...... آپ کے بقول ...... بڑا عالم وفقیہ ہونے کے باوجود ائمہ مجتہدین کی تقلید کا محتاج ہوں تو آپ اپنے متعلق خود سوچ لیں کہ آپ کو تقلید کی کتنی احتیاج اور ضرورت ہے ؟

☆ حدیث کی بہت سی اقسام ہیں لیکن ان میں سے " حدیث صحیح" اور "حدیث ضعیف" کا تذکرہ عموماً ہوتا رہتا ہے اہل علم اس بات سے آگاہ ہیں کہ حدیث صحیح قابل عمل اور قابل حجت ہوتی ہے، جبکہ حدیث ضعیف سے بھی فضائل ثابت ہوتے ہیں اور بسا اوقات حدیث ضعیف ، مرجحات و قرائن کی وجہ سے حدیث حسن اور حدیث صحیح کے مرتبے میں آجاتی ہے اور اس سے احکام اور مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ یعنی وہ ہر لحاظ سے قابل حجت بن جاتی ہے۔ لیکن اکثر مسلمان جو حدیث کے علم سے آگاہی نہیں رکھتے اس اہم بات سے ناواقف ہیں۔

☆ اکثر لوگ جو علم حدیث کی اصطلاحات و قواعد سے پوری طرح آشنائی نہیں رکھتے...... یہ سمجھتے ہیں کہ صحیح حدیث صرف بخاری ، مسلم یا صحاح ستہ کی

دوسری کتب میں ہی ہو سکتی ہیں اور حدیث کی بقیہ کتب "حدیث صحیح" سے بالکل خالی ہیں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے؛ کیونکہ کتب حدیث کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب ہے اور ان تمام کتابوں میں بھی بے شمار صحیح احادیث موجود ہیں۔ لہذا یہ خیال کہ صحیح حدیث...... معیار و پرکھ کے اعتبار سے...... صرف بخاری و مسلم میں بند ہے۔ درست نہیں۔ ان دونوں کتابوں کو اولیت و ترجیح حسنِ عقیدت کی وجہ سے ہے۔ وگرنہ اگر تحقیقی اعتبار سے دیکھا جائے تو بخاری، مسلم اور صحاح ستہ کی دوسری کتب میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جن کی سندیں ضعیف ہیں۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ "تابعی" ہیں انہوں نے جو احادیث روایت کی ہیں وہ براہ راست صحابہ کرام سے یا تابعین سے روایت کی ہیں اور صحابہ کرام یا تابعین کے بارے میں اس قسم کا تصور نا ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی راوی "ضعیف" بھی ہوگا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں اگر بعد کا کوئی راوی ضعیف ہے تو بھی اس حدیث کی صحت پر کوئی شک نہیں کیا جا سکتا؛ کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تک کے تمام راوی ثقہ، عادل، تام الضبط ہونے کی وجہ سے وہ حدیث صحیح شمار کی جائے گی۔ اور بلا خوف و خطر اس پر عمل کیا جائے گا۔ نیز امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تمام ائمہ مجتہدین اور ائمہ حدیث میں اس وجہ سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ وہ تابعین میں سے ہیں انہوں نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا اس لئے ان کی روایات زیادہ قوی اور قابل توجہ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی حدیث سے امام اعظم جیسے عظیم مجتہد اور محدث کا استدلال کرنا یقیناً اس حدیث کے صحیح ترین ہونے کی دلیل ہے۔

میں نے اس کتاب میں چند مسائل کو احادیث کی روشنی میں واضح کیا ہے اگرچہ بعض مقامات پر اقوال صالحین اور علمائے کرام کی رائے کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن اکثر دلائل کا تعلق احادیث مبارکہ سے ہے اسی مناسبت سے میں نے استاذی المکرم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے فرمان کے مطابق اس کتاب کا نام "**فقہ حنفی اور حدیث رسول**" رکھا ہے مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے ذریعے ایک عام مسلمان کو بھی مذکورہ مسائل سے متعلق کچھ احادیث مبارکہ

دیکھنے اور یاد کرنے کو نہایت آسانی سے دستیاب ہو جائیں گی ۔

علاوہ ازیں اگر کوئی شخص تفصیلی دلائل اور نقد و جرح کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ شرح معانی الآثار، صحیح بخاری عمدۃ القاری، مرقاۃ المفاتیح ،شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی، تفهیم البخاری، هدایه، فتح القدیر ، ردالمحتار ،فتاوی رضویه، جاء الحق اور ان جیسی بے شمار دوسری کتبِ احناف کی طرف رجوع کرے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے دل و دماغ کو روشن فرمائے گا ۔

آخر میں اپنی اس کتاب کے مکمل ہونے پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس کتاب کے مرتب کرنے کی توفیق بخشی اور ان انتہائی شفیق ہستیوں کا بھی احسان مند ہوں جنہوں نے میری راہنمائی کی ، بالخصوص مخدومِ زمان محسنِ اہلسنت استاذی المکرم علامہ **مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی**، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا **سید حسین الدین شاہ** سلطان پوری، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا **محمد یعقوب ہزاروی**؛ حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا محمد اسحاق ظفر اور مولانا محمد اسلام سعیدی کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے مفید اور قیمتی مشوروں سے نوازا اور میرے ساتھ بھر پور تعاون کیا ۔ اللہ رب العزت سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے ۔

آمین بجاہ النبی سید المرسلین ﷺ

سردار احمد حسن سعیدی

۲۳ / مارچ ۱۹۹۹ء

حدیث کا بیان

مسئلہ :- حدیث صحیح ، حدیث حسن اور حدیث ضعیف تینوں قابل اعتبار اور قابل حجت ہیں ۔

حدیثِ رسول ﷺ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی مسائل کے حل کا اہم ترین ذریعہ ہے ۔ ہماری معاشرت ، سیاست ، معیشت ، عبادت ، تعلیم ، تبلیغ ، اخلاقیات ، اقتصادیات ، صنعت و حرفت ، زراعت ، جہاد اور اس نوعیت کے تمام معاملات کا دارومدار حدیث رسول ﷺ پر ہے ۔ علاوہ ازیں حدیث ، قرآن مجید کی تفسیر ہے اور حدیث کے بغیر قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

یعنی تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ عمل ہے ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

﴿ مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾

رسول ﷺ تم کو جو دیں وہ لے لو اور جس بات سے روکیں اس سے رک جاؤ ۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اطاعت رسول کا حکم دیا ہے ۔ حدیث رسول کی اس اہمیت اور احتیاط کے پیش نظر علمائے حدیث اور مجتہدین نے بڑی تحقیق کی ہے اور انتہائی چھان بین کے بعد حدیث کو بعض اقسام میں تقسیم کر دیا ۔ تاکہ مسائل واحکام کو

سمجھنے اور ان پر عمل کرنے میں دشواری نہ ہو۔

اگرچہ حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسی ہیں جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

حدیث کا لغوی معنی :- بات کرنا ،کلام کرنا۔

حدیث کی شرعی تعریف :- وہ کلام جس میں رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو ۔

"قول" سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے کسی بات کا حکم دیا ہو جیسے آپ نے فرمایا : " سوادِ اعظم کی اتباع کرو"۔

"فعل" سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام حضور علیہ السلام نے خود کیا ہو۔ جیسے : حضور علیہ السلام نے حج اور جہاد کیا ۔ نماز ادا کی۔

"تقریر" سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام جس کا حضور علیہ السلام نے نہ حکم دیا ہو نہ خود کیا ہو لیکن وہ کام آپ کے سامنے کسی اور شخص نے کیا ہو اور آپ نے منع نہ فرمایا ہو بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہو جیسے حضرت وازع بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ چومے اس پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ۔

فائدہ :- بعض محدثین کے نزدیک صحابی اور تابعی کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا جاتا ہے ۔

حدیث صحیح کی تعریف :- وہ حدیث جس کے تمام راوی۔ متصل۔ عادل وثقہ۔ تام الضبط ہوں اور وہ حدیث شاذ نہ ہو۔

حدیث حسن کی تعریف :-وہ حدیث جس کے کسی راوی میں حدیث صحیح کی صفت تام الضبط نہ پائی جاتی ہو۔

حدیث ضعیف کی تعریف :- وہ حدیث جس کے کسی راوی میں صحیح کی ایک سے زیادہ صفات موجود نہ ہوں۔

صحیح۔حسن اور ضعیف حدیث کی یہ تینوں قسمیں قابل اعتبار اور قابل حجت ہیں۔

☆ حدیث صحیح سے احکام یعنی کسی شے کا حلال و حرام ہونا اور فضائل ثابت ہوتے ہیں۔

☆ حدیث حسن سے بھی احکام اور فضائل ثابت ہوتے ہیں۔

☆ حدیث ضعیف سے صرف فضائل ثابت ہوتے ہیں۔

البتہ بعض صورتوں میں حدیثِ ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔اور اس سے احکام بھی ثابت ہوتے ہیں۔

نمبر ۱ :- کوئی حدیثِ ضعیف اگر متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ کبھی حسن لغیرہ اور کبھی صحیح لغیرہ بن جاتی ہے۔متعدد سندوں سے مراد بہت زیادہ نہیں بلکہ دو ہی سندیں کافی ہیں۔

میزان الشریعة الکبریٰ میں ہے :

” قَدْ اِحْتَجَّ جُمْهُوْرُ الْمُحَدِّثِیْنَ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ اِذَا کَثُرَتْ طُرُقُهٗ وَالْحَقُوْهُ بِالصَّحِیْحِ تَارَةً وَ بِالْحَسَنِ اُخْرٰی “

بے شک جمہور محدثین نے حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے حجت مانا ہے اور اسے کبھی صحیح اور کبھی حسن کے ساتھ ملحق کیا ہے۔

(میزان الشریعہ الکبری جلد ۱ ص ۶۸ مصطفی البابی)

فتح القدیر میں ہے :

” وَاَیْضًا تَعَدُّدُ طُرُقِ الْحَدِیْثِ یَرْفَعُهٗ اِلَی الْحَسَنِ “

اور ایسے ہی حدیث ضعیف کئی طرق سے مروی ہو تو وہ درجہءِ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔

(فتح القدير جلد ۲ ص ۴۲۰)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

"تَعَدُّدُ الطُّرُقِ يُبَلِّغُ الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ إِلٰى حَدِّ الْحَسَنِ"

متعدد روایتوں سے آنا ضعیف حدیث کو درجہءِ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح جلد ۳ ص ۱۸)

فائدہ :- حسن لغیرہ حدیثِ حسن کی اور صحیح لغیرہ حدیثِ صحیح کی قسم ہے۔

نمبر ۲ :- حدیثِ ضعیف پر اہلِ علم کے عمل کرنے سے بھی اس میں قوت آجاتی ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی "جامع ترمذی" میں جگہ جگہ حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ (اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے) یعنی اہل علم کے عمل کرنے سے یہ حدیث قوی ہو گئی ہے

مرقاۃ المفاتیح میں بھی اس کی وضاحت کی گئی ہے:

"وَقَالَ النَّوَوِيُّ إِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ ...... فَكَأَنَّ التِّرْمِذِيَّ يُرِيْدُ تَقْوِيَةَ الْحَدِيْثِ بِعَمَلِ أَهْلِ الْعِلْمِ"

امام نووی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند ضعیف ہے ...... فرماتے ہیں: گویا کہ امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ فرمارہے ہیں۔

(مرقاة المفاتيح جلد ۳ ص ۹۸)

نمبر ۳ :- مجتہد کسی حدیثِ ضعیف سے استدلال کرے تو وہ حدیث بھی قوی ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن عابدین رد المحتار میں فرماتے ہیں :

کسی حدیثِ ضعیف سے مجتہد کا استدلال اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

(نزهة القاری شرح صحیح بخاری بحواله رد المحتار جلد ۱ ص ٤٤)

شرح النقایہ میں ہے :

"فَلَقَدْ اَكْثَرَ الْاِمَامُ اَبُوْاِسْحَاقَ فِيْ الْمُهَذَّبِ وَالْاِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِيْ النِّهَايَةِ وَغَيْرِهِما مِنْ ذِكْرِ الْاِسْتِدْلَالِ بِالْاَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ"

مہذب میں امام ابو اسحٰق اور نہایہ میں امام الحرمین نے اکثر احادیث ضعیفہ سے استدلال ذکر کیا ہے ۔

(شرح النقایه جلد ۱ ص ۸)

ملا علی قاری شرح النقایہ میں لکھتے ہیں :

"بَلْ صَرَّحَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ عَنْ حَدِيْثٍ ضَعِيْفٍ بِأَنَّهُ صَحِيْحٌ"

بلکہ امام الحرمین نے تصریح کی ہے کہ حدیث ضعیف بھی صحیح ہی ہوتی ہے ۔(یعنی اس کا ضعف صحت کے منافی نہیں) (شرح النقایه جلد ۱ ص۸)

نمبر ٤ :- صالحین کے عمل سے بھی حدیثِ ضعیف قوی ہو جاتی ہے جیسا کہ صلوٰۃ تسبیح ضعیف حدیث سے ثابت ہے لیکن اس ضعیف حدیث پر حضرت امام عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد دوسرے متقین اور صلحاء کے عمل کرنے سے اس حدیث کو قوت مل گئی اور اب تمام مسلمان اس پر عمل کرتے ہیں ۔امام حاکم نیشاپوری نے المستدرک میں اس بات کی وضاحت کی ہے

نمبر ٥ :- اولیائے کرام کے کشف سے بھی حدیثِ ضعیف قوی ہو جاتی ہے ۔ ملا علی قاری نے شیخ ابن عربی کے حوالے سے کشف کا ایک واقعہ

ذکر کیا ہے، اور شیخ ابن عربی کا قول بھی نقل کیا ہے :

"قَالَ الشَّيْخُ فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِيْثِ بِصِحَّةِ كَشْفِهِ "

میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف کی صحت سے جان لیا ۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد ۳ ص ۹۹)

نمبر ٦ :- جس حدیث کو امت نے قبول کر لیا ہو وہ ضعیف حدیث بھی قوی ہو جاتی ہے۔

حافظ ابن کثیر نے علامہ ابن تیمیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے :

جو حدیث جماعت ائمہ سے منقول ہو اور امت نے اس کو قبول کر لیا ہو وہ حدیث بھی قطعی ہے ۔

(شرح صحیح مسلم بحوالہ اختصار علوم الحدیث مع الباعث الحثیث جلد ۱ ص ۱٦۷)

فتح المغیث میں علامہ سخاوی فرماتے ہیں :

" إِذَا تَلَقَّتِ الْأُمَّةُ الضَّعِيْفَ بِالْقُبُوْلِ يُعْمَلُ بِهِ عَلَى الصَّحِيْحِ حَتّٰى أَنَّهُ يَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الْمُتَوَاتِرِ "

جب ضعیف حدیث کو امت نے قبول کر لیا ہو، تو صحیح مذہب کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا اور وہ حدیث ضعیف بمنزلہ حدیث متواتر کے ہو گی ۔

(فتح المغیث تنبیہات جلد ۱ ص ۲٦۸)

اس سے معلوم ہوا کہ ضعیف حدیث بھی قابل حجت اور قابل عمل ہوتی ہے اور ہر حدیث کو بغیر تحقیق اور غور و فکر کے " ضعیف " کہہ دینا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے سے دور رکھنا بہت بڑی جہالت اور انتہائی لا علمی بلکہ گمراہ کن بات ہے۔

فائدہ :- یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث ضعیف میں احتیاط حدیث کے الفاظ و مفہوم کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ حدیث روایت کرنے والوں میں

سے کسی کی کمزوری کی وجہ سے احتیاط کی جاتی ہے۔لہذا ہر مسلمان کو بہت احتیاط کرنی چاہئے اور حدیث کو ضعیف کہتے وقت متکبرانہ اور تحقیرانہ انداز اپنانے سے بچنا چاہئے۔ اور حدیث ضعیف کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے سے بھی بچنا چاہئے !نیز حضور علیہ السلام اور آپ کی حدیث کا ادب واحترام ہر حال میں پیش نظر رکھنا چاہئیے۔

علاوہ ازیں علمائے کرام فرماتے ہیں یہ نہ کہا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث کسی اور سند کے اعتبار سے صحیح ہو نیز سند ہی کو نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ متن حدیث کو بھی دیکھنا چاہئے، تاکہ حدیث رسول کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی نہ ہو ۔